صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب

’’حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب‘‘

دنیا میں یوں تو عشق و محبت کی بہت سی داستانیں بکھری پڑی ہیں۔ لیکن ایسے وجود جو صرف خدا تعالیٰ کی خاطر محبت کریں ان کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ حضرت منشی اروڑے خان صاحب بھی ایک ایسے ہی وجود تھے جنہوں نے امام سے اللہ تعالیٰ کی خاطر پیوند جوڑا۔ ترقی کرتے ہوئے محبت میں بڑھتے چلے گئے اور پھر عشق کے ایسے انداز دکھائے جو آج بھی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ یہ محبت کی کہانی ہے۔ سچی محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے عشق کی کہانی۔ اس داستان کو پڑھ کر ہم میں سے ہر ایک بھی اپنا جائزہ لے سکتا ہے اور عشق حقیقی کی نئی منازل تک پہنچ سکتا ہے۔

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر ایمان لانے والوں پر اللہ تعالیٰ کے اَن گنت فضائل میں سے ایک فضل یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کا ہر قدم کیا دینی لحاظ سے اور کیا دنیاوی لحاظ سے رو بہ ترقی ہوتا ہے۔ حضرت منشی صاحب بھی ان مؤمنین میں سے ایک زندہ مثال ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء سے محبت اور عقیدت آپ کی شخصیت کا ایک روشن پہلو ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی دنیاوی ترقی بھی ہمارے لئے ایک بہت اعلیٰ مثال ہے۔ آپ نے اپنے گھریلو حالات کی وجہ سے نہایت کم عمری میں ایک نہایت چھوٹے سے درجہ سے نوکری شروع کی اور امامِ وقت پر ایمان لانے کی برکت سے ترقی کرتے کرتے ''خان بہادر'' کا خطاب پا گئے۔ خود بھی اعلیٰ درجہ کی خدمات بجا لائے اور ہمارے لئے بھی بے مثال نمونہ چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو! آمین

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب کپورتھلوی کا شمار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر اور جان نثار رفقاء میں ہوتا ہے۔ آپ ان رفقاء کپورتھلہ میں شامل تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی محبت کا شرف حاصل تھا اور حضورؑ نے ان کے بارہ میں فرمایا تھا کہ آپ اس دنیا اور آخرت میں بھی میرے ساتھ ہونگے۔

حضرت منشی صاحب اُن معدودے چند رفقاء میں سے تھے جن کو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ آپ کے دعویٰ سے پہلے بھی تعارف اور عقیدت تھی۔ بیعت اولیٰ کے موقع پر بیعت کی سعادت پائی۔ سفروں میں ہم رکاب رہے۔ سلسلہ کی خاطر سب کچھ نچھاور کرتے رہے۔ حضورؑ کی ملاقات کے لئے تڑپتے رہتے تھے اور موقع ملتے ہی قادیان کا رخ کر لیتے تھے۔ ۳۱۳ رفقاء میں شامل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے زندہ نشان تھے اور درحقیقت شمع محمدی کے جاں نثار پروانے تھے جن کی زندگی کا مقصد اس شمع کے گرد گھوم کر جان دینا تھا، انتہا درجہ محبت کرنے والے، وفا اور اخلاص کا اظہار کرنے والے اور اپنے محبوب کی محبت میں جینے کو اپنا مذہب سمجھنے والے تھے۔ اسی عشق حقیقی میں ساری زندگی گزار دی اور پھر اپنے محبوب آقا کے قرب میں ابدی مقام حاصل کر لیا۔

دل وجان سے وفادار اور سچائی کے عاشق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاندار الفاظ میں آپ کے اخلاص، محبت اور قربانی کا ذکر فرمایا ہے ۔ یہ خوبصورت تذکرہ حضرت منشی صاحب کی سیرت کا خلاصہ ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

حبی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹی ۔منشی صاحب محنت اور خلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں ۔سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں بلکہ وہ تو دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے عجیب منشرح الصدر اور جاں نثار آدمی ہے۔میں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس عاجز سے ایک نسبت عشق ہے۔شاید ان کو اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقتوں اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر توفیق سے کوئی خدمت بجالاویں۔وہ دل وجان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہیں ۔خدا تعالیٰ انکو جزائے خیر بخشے۔آمین

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۲)

ابتدائی وخاندانی حالات

حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کپورتھلہ شہر کے رہنے والے تھے۔کپورتھلہ میں ہی آپ کی پیدائش ہوئی ۔حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی کے بیان کے مطابق آپ ان سے تین برس چھوٹے تھے اس کے مطابق آپ کی پیدائش اندازاً ۱۸۴۶ء کے لگ بھگ کی ہے۔آپ کے والد محترم نے آپ کو خیمے سینے اور کشیدہ کاری کے کام میں لگا یا۔ابھی آپ کی عمر چھوٹی ہی تھی کہ آپ کے والد وفات پا گئے اور تمام کنبہ کا بوجھ آپ کے کندھوں پر آن پڑا۔چنانچہ اس کیلئے تلاش معاش کی فکر ہوئی جس کے لئے آپ عدالتوں میں جانے

لگے اور وہاں عارضی کام مل گیا اور عدالتوں کے احکام کی اطلاع متعلقہ اشخاص کو دینے کا کام شروع کر دیا۔ یہ کام کرنے والے کو ان دنوں ’’مذکوریئے‘‘ کا نام دیا جاتا تھا۔آپ عدالت سے احکام لیتے اور دیہاتوں میں پہنچا دیتے اس سے کچھ آمدنی کا ذریعہ پیدا ہو گیا۔

اس کام کے بعد آپ کو چپڑاسی کی ملازمت عدالت میں مل گئی۔کچھ عرصہ تک اس کام پر رہے۔پھر آپ سے خواندہ چپڑاسی کا کام لیا جانے لگا ایک عرصہ تک اس عہدہ پر کام کیا اور پھر عدالت میں ترقی کر کے اہل مد کا عہدہ مل گیا۔اس میں بھی آپ نے نہایت تندہی سے کام کیا۔افسران بالا آپ کے کام اور دیانت سے ہمیشہ متاثر اور خوش رہے اور پھر آپ ترقی کر کے عدالت میں نقشہ نویس ہو گئے ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں جب آپ کا ذکر خیر فرمایا تو اس وقت آپ نقشہ نویس ہی تھے۔نقشہ نویس سے ترقی کر کے آپ سر رشتہ دار ہو گئے ۔اس سے ترقی کر کے آپ نائب تحصیلدار اور پھر تحصیلدار کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے اور ریاست کی جانب سے خان بہادر کا خطاب ملا۔پنشن حاصل کرنے کے بعد ۱۹۱۵ء میں مستقل طور پر قادیان سکونت اختیار کر لی۔

آپ کا حلیہ مبارک

حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کی وفات کے بعد آپ کے ایک عقیدت مند شہاب مالیر کوٹلوی صاحب نے آپ کا حلیہ ان الفاظ میں بیان کیا:

’’قد درمیانہ معمول سے کسی قدر نکلتا ہوا۔رنگت جوانی میں تو بہت گوری ہو گی لیکن اب بھی باوجود بڑھاپے اور اس قسم کی (درویشانہ) زندگی کے جوانہوں نے اختیار کی ہوئی تھی، گوری تھی۔ چہرہ گول اور چوڑا، سر بڑا، کشادہ پیشانی ،آنکھیں بڑی بڑی اور نہایت خوبصورت، ناک سیدھی ، جوانی میں بڑا تن و توش تھا جس کے آثار اب تک نمایاں تھے۔بہت سے دانت اکھڑ گئے تھے۔کبھی کبھی داڑھوں میں درد ہوتا تو بطور علاج وسمہ لگاتے اور اس کے لئے پان بھی کھانا شروع کر دیا تھا۔

قادیان میں فقیرانہ اور مستانہ شان میں رہتے تھے۔کوئی شخص جو جانتا نہ ہو وہ کبھی وہم بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ شخص تحصیلدار رہا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان یکم نومبر ۱۹۱۹ء)

حضرت مسیح موعودؑ سے تعارف

ریاست کپورتھلہ کے گوہر نایاب اور آسمان احمدیت کے روشن ستارے حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی خدام میں سے تھے۔جنہیں حضرت مسیح موعودؑ سے تعارف اور زیارت دعویٰ سے پہلے ہی ہو چکی تھا اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا آپ کے دعویٰ سے پہلے ہی اقرار کر چکے تھے اور آپ سے بیعت کی درخواست بھی کر دی ہوئی تھی ۔ براھین احمدیہ کے مطالعہ سے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ سے محبت پیدا ہو گئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کی پہلی ملاقات بٹالہ میں ہوئی جبکہ ابھی بشیر اول زندہ تھے اور حضورؑ ان کی بیماری کے علاج کے لئے بٹالہ میں قیام پذیر تھے۔اس وقت عیسائیوں کی طرف سے اشتہار شائع ہوا تھا کہ اگر آپ ملہَم ہیں اور خدا آپ سے باتیں کرتا ہے تو ہم ایک لفافہ میں کچھ لکھ کر رکھیں گے آپ خدا سے پوچھ کر بتادیں۔آپ نے جواب دیا کہ ہاں ہمارا خدا قادر ہے کہ اپنے بندہ کو خفیہ مضمون سے اطلاع دے دے۔ میں دعا کرونگا اور میرا خدا انشاء اللہ مجھے بتائے گا لیکن ایک شرط ہوگی وہ یہ کہ جب ہم اس مضمون کو بتلا دیں تو پادری صاحب کو ایمان لانا ہوگا۔پادریوں نے اس شرط کو قبول نہ کیا۔

اس موقع پر حضرت منشی اروڑا خان صاحب کا بیان ہے کہ پہلے ہم میں مذہبیت بہت تھی۔ہم مولویوں کے وعظ کرایا کرتے تھے اور ان کی بڑی خدمت کیا کرتے تھے مگر یہ بات کسی مولوی یا صوفی میں نہ دیکھی تھی جو دینی اصول کی صداقت کے اثبات کے لئے اس طرح سینہ ٹھونک کر دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جائے کہ آؤ میں ثبوت دیتا ہوں ۔ یہ

بات تھی جو ہمارے دل میں بیٹھ گئی اور جس نے ہمیں تمام دنیا سے علیحدہ کر کے حضرت مسیح موعودؑ سے پیوستہ کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب سرمہ چشم آریہ ۱۸۸۶ء میں تصنیف ہوئی۔(رفقاء) کپورتھلہ حضرت منشی اروڑا خان صاحب حضرت منشی ظفر احمد صاحب، حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت منشی محمد خان صاحب حضورؑ کی کتاب سرمہ چشم آریہ (بیت الذکر) میں پڑھا کرتے تھے۔اس کتاب کے پڑھنے کے بعد حضرت منشی اروڑا خان صاحب اپنے دو دیرینہ دوستوں حضرت منشی ظفر احمد اور حضرت منشی محمد خان صاحب کپورتھلوی کے ہمراہ قادیان گئے۔اس موقع پر منشی اروڑا خان صاحب نے کہا کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہیں جایا کرتے۔چنانچہ تین چار روپے کی مٹھائی حضور اقدسؑ کی خدمت میں پیش کی تو حضرتؑ نے فرمایا یہ تکلفات ہیں۔آپ ہمارے مہمان ہیں ہمیں آپ کی تواضع کرنی چاہیئے۔اس ملاقات میں تینوں احباب نے حضور اقدسؑ کی خدمت میں بیعت لینے کے لئے درخواست کی کیونکہ ’’سرمہ چشم آریہ‘‘ پڑھ کر تینوں احباب بیعت کا ارادہ کر کے آئے تھے۔حضور نے بیعت کی درخواست پر فرمایا کہ مجھے بیعت کا حکم نہیں لیکن ہم سے ملتے رہا کرو۔اس کے بعد تینوں احباب بہت بار قادیان حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور لدھیانہ میں بھی کئی دفعہ حضور اقدس کی خدمت میں شرف ملاقات پایا۔

بیعت اولیٰ میں شمولیت کی سعادت

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب حضور علیہ السلام کو بیعت لینے کا حکم ملا تو حضورؑ نے (رفقاء) کپورتھلہ کو بھی اشتہار بھجوائے اور لدھیانہ آنے کے لئے فرمایا۔چنانچہ حضرت منشی محمد اروڑا صاحب فوراً لدھیانہ روانہ ہوگئے ۔۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے گھر (جو بعد میں دارالبیعت کہلایا) بیعت لینے کا آغاز فرمایااورسب سے پہلے حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔اسی دن بیعت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب بھی شامل تھے۔(رفقاء) کپورتھلہ میں سب سے پہلے آپ کو بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔

۳۱۳ رفقاء میں شمولیت کا اعزاز

حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب ۳۱۳ رفقاء میں شامل تھے اور آپ کا ساتواں نمبر تھا۔

۳۱۳ رفقاء میں شمولیت ایک بہت بڑا اعزاز ہے کیونکہ ان اسماء کے تحریر کرنے کے بعد آنحضورﷺ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ مہدی معہود کدعہ (قادیان) نامی بستی سے نکلے گا اور وہ دور دور سے دوستوں (رفقاء) کو جمع کریگا جنکی تعداد شاملین بدر (۳۱۳) کے برابر ہوگی اور ان کے اسماء مع انکی سکونت وغیرہ کے ایک کتاب میں درج کریگا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام آتھم میں اپنے ۳۱۳ (رفقاء) کا ذکر تحریر کر کے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔اس پیشگوئی کے الفاظ کو شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی نے اپنی کتاب جواہر الاسرار میں تحریر کیا ہے۔

کتاب انجام آتھم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۳۱۳ (رفقاء) کے تذکرہ میں سات نمبر سے لیکر ۱۱ نمبر تک جماعت کپورتھلہ کے مخلص اور خدائی جاں نثاروں کا ذکر فرمایا ہے۔جس کی ترتیب یوں ہے۔حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب، حضرت میاں محمد خان صاحب، حضرت منشی ظفر احمد صاحب، حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت منشی فیاض علی صاحب کپورتھلوی۔اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق و محبت

حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق تھے۔شمع محمدی کے گرد پروانوں کی طرح گھومنا آپ کی زندگی کا مقصد تھا۔اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں نثار کر دیا تھا۔آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کس قدر محبت اور عشق تھا اس کو ناپنے کے لئے الفاظ کا کوئی پیمانہ نہیں ہے۔تاہم آئندہ آنے والے واقعات اور مالی قربانی کی مثالیں آپ کے وفا اور عشق کی سچی داستان کی غمازی کریں گی۔آپ کے عشق اور محبت کا اظہار خود آقا نے بھی کیا ہے۔آقا کی شفقت ومحبت کے بھی آپ مورد ٹھہرے ہیں۔

سونے کا تحفہ یعنی پونڈ پیش کرنے کی خواہش پورا کرنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق اور والہانہ محبت کا ایک یہ انداز بھی آپ کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ باوجود معمولی تنخواہ دار ہونے کے آپ کی خواہش تھی کہ میں حضورؑ کی خدمت میں سونے کا تحفہ یعنی پونڈ پیش کروں۔آپ نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے کس قدر محنت، کوشش اور محبت شاملِ محنت کی ہوگی اس قصہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زبانی سنئے:

''مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہیں بھول سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دے کر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا کہ دروازہ پر ایک آدمی کھڑا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔میں باہر نکلا تو منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کھڑے تھے۔وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھے مصافحہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ اماں جان کو دے دیں اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ وہ چیخیں مار کر رونے لگ گئے اور ان کے رونے کی

حالت اس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جارہا ہے۔میں کچھ حیران سا ہوگیا کہ یہ روکیوں رہے ہیں۔مگر میں خاموش کھڑا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو اس سے رونے کی وجہ دریافت کروں۔اس طرح وہ کئی منٹ روتے رہے۔

منشی اروڑے خان صاحب مرحوم نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی۔ پہلے کچہری میں وہ چپڑاسی کا کام کیا کرتے تھے پھر اہلمد کا عہدہ آپ کو مل گیا اس کے بعد نقشہ نویس ہوگئے۔پھر اور ترقی کی تو سرشتہ دار ہوگئے۔اس کے بعد ترقی پا کر نائب تحصیلدار ہوگئے اور پھر تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے۔ابتدا میں انکی تنخواہ دس پندرہ روپے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

جب ان کو ذرا صبر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں۔وہ کہنے لگے میں غریب آدمی تھا مگر جب بھی مجھے چھٹی ملتی پھر قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔سفر کا بہت سا حصہ میں پیدل ہی طے کرتا تھا تا کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہوجاتا یہاں آکر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کررہے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی روپیہ ہو اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہوگئی (اس وقت انکی تنخواہ شاید بیس پچیس روپیہ تک پہنچ گئی تھی) اور میں نے ہر مہینے کچھ رقم جمع کرنی شروع کردی اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اس مقدار تک پہنچ جائے گی جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔پھر کہنے لگے جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہوگئی تو وہ رقم دے کر میں نے ایک پونڈ لے لیا۔پھر دوسرے پونڈ کے لئے رقم جمع کرنی شروع کردی اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہوگئی تو دوسرا پونڈ لے لیا۔اسی

طرح میں آہستہ آہستہ کچھ رقم جمع کرکے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا اور میرا منشا یہ تھا کہ میں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرونگا۔مگر جب میرے دل کی آرزو پوری ہوگئی اور پونڈ میرے پاس جمع ہوگئے تو..... یہاں تک وہ پہنچے تھے کہ پھر ان پر رقّت کی حالت طاری ہوگئی اور وہ رونے لگ گئے۔آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرے کو اس طرح پورا کیا کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہوگئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔

یہ اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے،قربانیاں بھی کرتا ہے۔مہینہ میں ایک دفعہ نہیں،دو دفعہ نہیں بلکہ تین تین دفعہ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان پہنچ جاتا ہے۔سلسلہ کے اخبار اور کتابیں بھی خریدتا ہے۔ایک معمولی سی تنخواہ ہوتے ہوئے جب کہ آج اس تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہیں وصول کرنے والے اس قربانی کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی قربانی نہیں کرتے۔اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ امیر لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں۔چنانچہ وہ ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ میں سے ماہوار کچھ رقم جمع کرتا اور ایک عرصہ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔نہ معلوم اس دوران میں اس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی۔محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اشرفیاں پیش کرسکے۔مگر جب اس کی خواہش کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو اس رنگ میں خوشی حاصل کرنے سے محروم کردیتی ہے جس رنگ میں وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔‘‘

میں نے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے وہ جھوٹے نہیں ہوسکتے

حضرت مصلح موعود حضرت منشی اروڑے خان کا ذکر جاری رکھتے ہوئے آپ کی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ محبت اور کامل ایمان کے بارہ میں فرماتے ہیں:

’’میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ منشی اروڑے خان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بعض

غیر احمدی دوستوں نے کہا تم ہمیشہ ہمیں دعوت الی اللہ کرتے رہتے ہو۔فلاں جگہ مولوی ثناء اللہ صاحب آئے ہوئے ہیں تم بھی چلو اور انکی باتوں کا جواب دو۔منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کچھ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔دوران ملازمت میں ہی انہیں پڑھنے لکھنے کی جو مشق ہوئی وہی انہیں حاصل تھی۔وہ کہنے لگے جب ان دوستوں نے اصرار کیا تو میں نے کہا اچھا چلو۔چنانچہ وہ انہیں جلسہ میں لے گئے۔مولوی ثناءاللہ صاحب نے احمدیت کے خلاف تقریر کی اور اپنی طرف سے خوب دلائل دیئے۔جب تقریر کر کے وہ بیٹھ گئے تو منشی اروڑے خان صاحب سے ان کے دوست کہنے لگے کہ بتائیں ان دلائل کا کیا جواب ہے۔منشی اروڑے خان صاحب فرماتے تھے میں نے ان سے کہا یہ مولوی ہیں اور میں ان پڑھ آدمی ہوں۔ان کی دلیلوں کا جواب تو کوئی مولوی ہی دے گا میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہوئی ہے وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔

منشی اروڑے خان صاحب شروع میں قادیان بہت زیادہ آیا کرتے تھے۔بعد میں چونکہ بعض اہم کام ان کے سپرد ہو گئے اس لئے جلدی چھٹی ملنا ان کے لئے مشکل ہو گیا تھا مگر پھر بھی وہ قادیان اکثر آتے رہتے تھے۔ہمیں یاد ہے جب ہم چھوٹے بچے ہوا کرتے تھے تو ان کا آنا ایسا ہی ہوا کرتا تھا جیسے کوئی مدتوں بچھڑا ہوا بھائی سالہا سال کے بعد اپنے کسی عزیز سے آکر ملے۔کپورتھلہ کی جماعت میں سے منشی اروڑے خان صاحب منشی ظفر احمد صاحب اور منشی محمد خاں صاحب جب بھی آتے تھے تو ان کے آنے سے ہمیں بڑی خوشی ہوا کرتی تھی۔''

مجسٹریٹ ڈر گیا

حضرت مصلح موعود حضرت منشی صاحب کا ذکر جاری رکھتے ہوئے آپ کی حضرت مسیح موعودؑ اور قادیان دارالامان کے ساتھ سچی محبت کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

''(ایک) دوست نے بتایا کہ منشی اروڑے خان صاحب تو ایسے آدمی ہیں کہ یہ مجسٹریٹ کو بھی ڈرا دیتے ہیں۔پھر اس نے سنایا کہ ایک دفعہ انہوں نے مجسٹریٹ سے کہا میں قادیان جانا چاہتا ہوں مجھے چھٹی دے دیں۔اس نے انکار کر دیا۔اس وقت وہ سیشن جج کے دفتر میں لگے ہوئے تھے۔انہوں نے کہا قادیان میں نے ضرور جانا ہے۔مجھے آپ چھٹی دے دیں۔وہ کہنے لگا کام بہت ہے اس وقت آپ کو چھٹی نہیں دی جا سکتی۔وہ کہنے لگے بہت اچھا آپ کا کام ہوتا رہے گا میں تو آج سے ہی بددعا میں لگ جاتا ہوں۔آپ اگر نہیں جانے دیتے تو نہ جانے دیں۔آخر اس مجسٹریٹ کو کوئی ایسا نقصان پہنچا کہ وہ سخت ڈر گیا اور جب بھی ہفتہ کا دن آتا تو وہ عدالت والوں سے کہتا کہ آج کا کام ذرا جلدی بند کر دینا کیونکہ منشی اروڑے خان صاحب کی گاڑی کا وقت نکل جائیگا۔اس طرح وہ آپ ہی جب بھی منشی صاحب کا ارادہ قادیان آنے کا ہوتا انہیں چھٹی دے دیتا اور وہ قادیان پہنچ جاتے۔''

آقا کی محبت میں دیوانگی

حضرت مصلح موعود آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ محبت اور دیوانہ وار عشق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''پھر انکی محبت کا یہ نقشہ بھی مجھے کبھی نہیں بھولتا جو گو انہوں نے مجھے خود ہی سنایا تھا مگر میری آنکھوں کے سامنے وہ یوں پھرتا رہتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت میں بھی وہیں موجود تھا۔انہوں نے سنایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ ہم نے عرض کیا کہ حضورؑ بھی کپورتھلہ تشریف لائیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ فرمایا کہ جب فرصت ملی تو آ جاؤں گا۔وہ کہتے تھے ایک دفعہ کپورتھلہ میں مَیں ایک دوکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شدید ترین دشمن اڈے کی طرف سے آیا اور مجھے کہنے

لگا تمہارا مرزا کپورتھلہ آ گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب فرصت ملی تو وہ اطلاع دینے کا وقت نہ تھا اس لئے آپ بغیر اطلاع کے ہی چل پڑے۔ منشی اروڑے خان صاحب نے یہ خبر سنی تو وہ خوشی میں ننگے سر اور پاؤں اڈے کی طرف بھاگے۔ مگر چونکہ خبر دینے والا شدید ترین مخالف تھا اور ہمیشہ احمدیوں سے تمسخر کرتا رہتا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ تھوڑی دور جا کر مجھے خیال آیا کہ بڑا خبیث دشمن ہے اس نے ضرور مجھ سے ہنسی کی ہوگی۔ چنانچہ مجھ پر جنون سا طاری ہوگیا اور یہ خیال کر کے کہ نہ معلوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے بھی ہیں یا نہیں، میں کھڑا ہوگیا اور میں نے بے تحاشہ برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ تو بڑا خبیث اور بدمعاش ہے، تو کبھی مرا پیچھا نہیں چھوڑتا اور ہمیشہ ہنسی کرتا رہتا ہے۔ بھلا ہماری قسمت کہاں کہ حضرت صاحب کپورتھلہ تشریف لائیں۔ وہ کہنے لگا آپ ناراض نہ ہوں اور جا کر دیکھ لیں، مرزا صاحب واقعہ میں آئے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا تو پھر میں دوڑ پڑا۔ مگر پھر خیال آیا کہ اس نے ضرور مجھے دھوکا دیا ہے۔ چنانچہ پھر میں اسے کوسنے لگا کہ تو بڑا جھوٹا ہے ہمیشہ مجھ سے مذاق کرتا رہتا ہے۔ ہماری ایسی قسمت کہاں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ مگر اس نے پھر کہا کہ منشی صاحب وقت ضائع نہ کریں مرزا صاحب واقعہ میں آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ پھر اس خیال سے کہ شاید آ ہی گئے ہوں میں دوڑا پڑا۔ مگر پھر یہ خیال آجاتا کہ کہیں اس نے دھوکا ہی نہ دیا ہو۔ چنانچہ پھر اسے ڈانٹا آخر وہ کہنے لگا مجھے برا بھلا نہ کہو اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو، واقعہ میں مرزا صاحب آئے ہوئے ہیں۔ غرض میں کبھی دوڑتا اور کبھی یہ خیال کر کے کہ مجھے مذاق ہی نہ کیا گیا ہو۔ میری یہی حالت تھی کہ میں نے سامنے کی طرف جو دیکھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے تھے۔ اب یہ والہانہ محبت اور محبت کا رنگ لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ یقیناً بہت ہی کم لوگوں کے دلوں میں۔‘‘

(الفضل ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء)

حضرت منشی اروڑے خان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو عشق کیا وہ اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ دیکھا تھا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ یہ دل کی آنکھ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا مشاہدہ کا نتیجہ تھا جس کے مقابل پر دوسرے دلائل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

میں تو ان کے منہ کو بھوکا تھا

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے آقا و مرشد کے ساتھ والہانہ محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت منشی اروڑے خان صاحب کی ناقابل فراموش مثال دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

’’ان پاک نفس بزرگوں کا دل بلکہ ان کے جسموں کا رؤاں رؤاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت سے لبریز تھا۔ مجھے خوب یاد ہے اور میں اس واقعہ کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ جب ۱۹۱۴ء میں مسٹر والٹر آنجہانی جو آل انڈیا وائی ایم۔سی۔اے کے سیکرٹری تھے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیق کرنے کے لئے قادیان آئے تھے۔ انہوں نے قادیان میں یہ خواہش کی کہ مجھے بانی سلسلہ احمدیہ کے کسی پرانے (رفیق) سے ملایا جائے۔ اس وقت منشی اروڑا صاحب قادیان میں تھے۔ مسٹر والٹر کو منشی صاحب مرحوم کے ساتھ (بیت) مبارک میں ملایا گیا۔ مسٹر والٹر نے منشی صاحب سے رسمی گفتگو کے بعد یہ دریافت کیا کہ آپ پر جناب مرزا صاحب کی صداقت میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا۔ منشی صاحب نے جواب دیا کہ میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں اور زیادہ لمبی دلیلیں نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے سب سے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی۔ جس سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانت دار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا تھا۔ مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر منشی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں اس قدر بے

چین ہوگئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی۔اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ان کے چہرے کا رنگ ایک دھلی ہوئی چادر کی طرح سفید پڑ گیا تھا اور بعد میں انہوں نے اپنی کتاب ''احمدیہ موومنٹ'' میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر بھی کیا اور لکھا کہ جس شخص نے اپنی محبت میں اس قسم کے لوگ پیدا کئے ہیں اسے ہم کم از کم دھوکے باز نہیں کہہ سکتے۔''

(الفضل ۹ستمبر ۱۹۴۱)

ہاں صاحب میں فقیر ہوگیا

حضرت منشی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں سرشار رہتے تھے اور پنشن حاصل کرنے (۱۹۱۴ء) کے بعد قادیان میں دھونی رما کر بیٹھ گئے اور اپنی زندگی کے بقیہ ایام آستانہ حضرت مسیح موعودؑ کی حاضری میں ہی گزارنا چاہتے تھے۔پنشن کے وقت حکام حضرت منشی صاحب کی محنت، دیانت کی وجہ سے فارغ نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن آپ نے اصرار سے پنشن لے لی۔رخصت ہوتے وقت انگریز وزیر اعظم ریاست سے ملے تو اس نے کہا ''تم فقیر ہوگیا'' حضرت منشی صاحب نے کہا صاحب میں فقیر ہوگیا۔

۱۹۱۵ء میں قادیان آگئے۔فقیر نے در حبیب پر دھونی رمالی۔ایک تاریک کوٹھڑی میں رہنے لگے۔نہایت سادہ لباس گرمیوں میں کلاہ، سردیوں میں لنگی کرتہ اور تہبند اور پرانا کوٹ اور کوئی سالن خود پکاتے اور روٹی لنگر سے خریدتے ایک بار روٹی بھی خود پکانے کا ارادہ کیا لیکن پک نہ سکی۔چارپائی کے قریب اوپلے اور راکھ کا ڈھیر ہوتا ایسی مستانہ شان سے رہتے تھے کہ کوئی شخص جو جانتا نہ ہو وہم بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ شخص تحصیلدار رہا ہے۔

کیا خوب کہا عدمؔ نے

جو بھی تیرے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

ہر وقت یا قرآن کریم پڑھتے یا مسیح پاکؑ کا منظوم اور غیر منظوم کلام پاکؑ حضرت مسیح موعودؑ کی عبارتوں کی عبارتیں زبانی یاد تھیں۔ایک بار کسی شخص نے دوران (دعوت الی اللہ) کہا ہم نے مسیح موعودؑ کو مانا تو خسارہ میں نہیں رہے۔اگر جھوٹے بھی ہوں تو.....آپ نے سنا تو اس سے سخت ناراض ہوگئے اور فرمایا ''تم نے یہ کیوں کہا اگر جھوٹے بھی ہوں.....وہ جھوٹا نہیں تھا وہ سچا تھا۔اس کے لئے اگر ہمیں دوزخ ملے تو ہم بہشت کو اس پر قربان کردیں گے۔''

(الفضل یکم نومبر ۱۹۱۹)

آقا کی جگہ پر نماز پڑھنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد مختلف اداؤں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت، عشق اور عقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بیان فرماتے ہیں کہ آپ

''(بیت) مبارک میں پہلی صف کے جنوبی گوشے میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پڑھا کرتے تھے پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرتے اور اس بات کو برداشت نہ کر سکتے تھے کہ کوئی اور شخص اس جگہ کو روک لے۔یہ عشق و محبت تھا جو اس جگہ سے انہیں تازیست رہا۔ایک دن منشی اروڑا صاحب بہشتی مقبرہ کی طرف جارہے تھے، میں ساتھ تھا، فرمانے لگے اللہ نے میری سب مرادیں پوری کردیں بس ایک آرزو باقی ہے اور بہشتی مقبرہ کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے کہ یہ جسد خاکی یہاں دفن ہونا باقی ہے۔''

((رفقاء)احمد جلد چہارم ص ۱۴)

حضورؑ سے والہانہ عشق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کا والہانہ عشق تھا۔ملاقات کیلئے تڑپتے اور قادیان حاضر ہوجاتے۔حضورؑ کے لئے تحائف لے کر جانا، پاؤں دبانا، راستے بدل

بدل کر قادیان جانا یہ سب آپ کے عشقیہ انداز تھے اور پھر رقم بچا بچا کر حضور کے قدموں میں لا ڈالتے جبکہ خود انتہائی درویشانہ زندگی بسر کرتے ۔

حضرت منشی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جلسہ سالانہ کے وقت میں احمدیوں کے لئے ایک امتحان رہتا ہے ۔ کسی کی بیوی بیمار ہو جاتی ہے اور کسی کا بچہ بیمار ہو جاتا ہے ۔ یہ لوگ جلسے میں آنے سے روکنا چاہتے ہیں، یہ امتحان ہوتے ہیں مگر ہم کبھی ان کی پرواہ نہیں کرتے اور کبھی نہیں رکتے ۔

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر قادیان جنہیں حضرت منشی صاحب کو قریب سے دیکھنے اور ان کی رفاقت سے حصہ ملا وہ بیان کرتے ہیں کہ منشی محمد اروڑے خان صاحب کی توند بھاری تھی ۔ جب ایک کرتا پیٹ پر سے پھٹتا تب دوسرا بناتے تھے ۔ یہ کوئی کنجوسی نہ تھی بلکہ حضرت اقدسؑ سے ایک والہانہ عشق تھا ۔ جس طرح سے جو کچھ بھی ہو سکتا بچاتے اور حضرت اقدسؑ کے قدموں میں لا ڈالتے تھے ۔

(الحکم ۲۸ جنوری ۱۹۳۵)

حضور اقدسؑ کے پاؤں دباتے رہنا

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب حضرت مسیح موعلیہ السلام کے ساتھ عشق رکھتے تھے ۔ اس کا اظہار مختلف اداؤں اور طریقوں سے کرتے تا حضورؑ کی قربت بھی نصیب ہو اور آپ کی خدمت بھی کر سکیں ۔ آپ خود فرماتے تھے کہ جب ہم قادیان میں آتے تو (بیت الذکر) میں ایسی جگہ کپڑا رکھ دیتے جہاں حضرت اقدس کے قریب بیٹھ سکیں ۔ نماز ختم ہوتی اور ہم حضور کے پیروں کو لپٹ جاتے ۔ بعض دفعہ میں آپ کا پیر دبانے کے لئے کھینچ لیتا اور بعض دفعہ جونہی کہ میں ہاتھ بڑھاتا تا حضرتؑ خود میری طرف پیر کو بڑھا دیتے ۔

(الفضل یکم نومبر ۱۹۱۹ء ص ۵)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بھی بیان کرتے ہیں کہ منشی اروڑا صاحب کی

عادت تھی کہ حضرت صاحب کے پاس ہمیشہ بیٹھے پیر دباتے رہتے تھے ۔ (الحکم ۲۸ مارچ ۱۹۳۴) حضرت منشی اروڑا خان صاحب کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فدائیت، محبت اور والہانہ عشق کے یہ انداز یقیناً بارگاہ ایزدی میں ان کے بلندی درجات کا باعث ہونگے ۔

منشی جی! اتنی جلدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق و محبت کو خود حضرت منشی صاحب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

’’بعض اوقات میری یہ حالت ہوتی کہ میں کپورتھلہ سے بے قرار ہو کر دیوانہ وار آتا اور میری عادت اور معمول ہمیشہ یہ تھا کہ یکہ سے اترتے ہی اگر نماز کا وقت ہوتا تو اپنا کپڑا (بیت الذکر) میں رکھ کر سیدھا حضرت کے دروازے پر پہنچتا اور اطلاع کرا کے زیارت کر لیتا تو چین پڑتا ۔ مجھ پر کئی اوقات ایسے بھی آئے کہ میں آیا اور نیاز حاصل کیا اور واپس جانے کی اجازت چاہی اس لئے کہ وقت نہیں ہوتا تھا ایسے موقعے پر حضرت اقدسؑ ضرور فرماتے ۔

’’منشی جی! اتنی جلدی‘‘ میں عرض کرتا حضورؑ زیارت ہی کے لئے آیا تھا ۔ اس سرور کا مزا لیتے علی العموم یہ شعر پڑھتے اور فرماتے کہ ہمارا تو یہی اصول ہے ۔

در حقیقت بس است یار یکے
دل یکے جاں یکے نگار یکے

(الحکم ۲۸ مارچ ۱۹۳۴)

یہ ہمارے مرشد کا حکم ہے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب اطاعت امام کا ایک روح پرور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

’’حضور ایک مرتبہ لدھیانہ جا رہے تھے ۔ ہم کرتار پور سے آپ کے ساتھ ریل میں سوار ہو لیے یعنی منشی اروڑا صاحب یا محمد خان صاحب اور خاکسار ۔ حضور انٹر کے درجہ میں

تھے۔ہم اتفاق سے وہیں جا بیٹھے مگر ہمارے پاس تیسرے درجہ کا ٹکٹ تھا۔حضور نے پوچھا آپ کے پاس ٹکٹ کونسے درجے کے ہیں۔(یہ محض اتفاقیہ اور خلاف معمول بات تھی جو حضور نے دریافت فرمایا) ہم نے کہا سوئم درجے کے ٹکٹ ہیں۔آپ نے فرمایا انٹر کا کرایہ ادا جا کر کر دینا۔جب اسٹیشن پر ہم نے وہ زائد پیسے دیئے تو اسٹیشن ماسٹر نے جو ہمارا واقف تھا لینے سے انکار کیا کہ معمولی بات ہے۔منشی اروڑا صاحب نے کہا کہ یہ ہمارے مرشد کا حکم ہے۔اس پر بہت اثر ہوا اور وہ پیسے ادا کیئے گئے۔''

((رفقاء)احمد جلد۴صفحہ۲۱۶)

اطاعت امام اور مرشد کے حکم کے سامنے کیسی فدائیت اور سر تسلیم خم کرنے والے یہ وجود تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہم کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

فوراً بٹالہ روانہ ہو گئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت اور اطاعت کا ایک واقعہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ

''منشی اروڑا خان صاحب کے پاس کپورتھلہ خط آیا کہ حضرت صاحب پر مقدمہ قتل بن گیا ہے۔وہ فوراً بٹالہ روانہ ہو گئے۔ہمیں اطلاع تک نہ کی۔میں اور محمد خان صاحب تعجب کرتے رہے کہ منشی کہاں اور کیوں چلے گئے ہیں۔ہمیں کچھ گھبراہٹ سی تھی۔خیر اگلے دن میں قادیان جانے کے ارادہ سے روانہ ہو گیا۔بٹالہ جا کر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں اور مارٹن کلارک والا مقدمہ بن گیا ہے۔ابھی میں حضورؑ کی قیام گاہ پر جا کر کھڑا ہی ہوا تھا اور حضورؑ نے مجھے دیکھا بھی نہ تھا نہ میں نے حضورؑ کو، کہ آپ نے فرمایا منشی ظفر احمد صاحب کو بلا لو۔میں حاضر ہو گیا۔منشی اروڑا صاحب کی عادت تھی کہ حضرت صاحب کے پاس ہمیشہ بیٹھے پیر دباتے رہتے تھے۔

((رفقاء)احمد جلد۴ص۲۰۲)

حضرت مسیح موعودؑ کے قریب دفن ہونے کی خواہش

حضرت مصلح موعود نے ۲۲ اگست ۱۹۴۱ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں حضرت منشی ظفر احمد کپورتھلوی کا ذکر خیر فرمایا۔حضور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب حضرت منشی اروڑا خان صاحب، حضرت میاں عبداللہ سنوری اور حضرت منشی محمد خان صاحب کپورتھلوی کے ذکر میں فرمایا کہ چاروں (رفقاء) حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ابتدائی ایام میں اکٹھے رہے اور یہ رتبہ پنجاب کی دو ریاستوں پٹیالہ اور کپورتھلہ کو نصیب ہوا۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''یہ چار آدمی تھے جن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دعویٰ ماموریت اور بیعت سے بھی پہلے کے تعلقات تھے کہ ایک منٹ کیلئے بھی دور رہنا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔''

(الفضل ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء)

حضرت منشی اروڑے خان صاحب حضور اقدسؑ کی زندگی میں بھی حضورؑ سے ایک منٹ کے لئے بھی دور رہنا برداشت نہیں کر سکتے تھے بلکہ حضورؑ کی وفات کے بعد آپ کی خواہش تھی کہ آپ حضورؑ کے قریب دفن ہوں۔چنانچہ آپ نے اپنی وفات سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں عرض کیا کہ جہاں مجھے دفن کرنا ہے وہ جگہ مجھے دکھا دیں۔مجھے لوگوں پر اعتبار نہیں خدا جانے کہاں دفن کر دیں۔حضور نے فرمایا منشی صاحب آپ تسلی رکھیں.....حضرت صاحب کے اس فرمانے سے آپ بہت خوش ہوئے۔

(الحکم ۷ دسمبر ۱۹۴۴ص ۱۶)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی یہ خواہش پوری ہوئی اور آپ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود نے بہشتی مقبرہ میں خصوصیت سے حضرت اقدسؑ کے مزار کے قریب منشی صاحب کے لئے قبر تیار کروائی جو حضرت مسیح موعودؑ کے دائیں طرف ۱۲ گز کے فاصلہ پر ہے۔یوں آپ کو اپنے معشوق و محبوب و مرشد کی دائمی رفاقت نصیب ہوئی اور اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

(یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے) کی ظاہری صورت بھی پیدا ہو گئی۔ایں سعادت بزور بازو نیست۔

حضرت اماں جان سے عقیدت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا ایک انداز حضرت اقدسؑ کے اہل بیت سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا تھا۔حضرت منشی صاحب حضرت اقدسؑ کے اہل بیت سے حد درجہ عقیدت کا اظہار فرماتے تھے۔حضرت اماں جان جب بھی حضرت منشی صاحب کی کوٹھڑی کے پاس سے گزرتیں تو منشی صاحب کھڑے ہو جاتے اور السلام علیکم عرض کرتے تھے۔حضرت اقدسؑ کے بچوں کے ساتھ پیار اور محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور بچے بھی آپ کی قادیان آمد پر خوش ہوتے۔جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے بچوں یا خاندان کے دوسرے بچوں کا پاس سے گزر ہوتا تو کہتے میاں! بابے کو سلام نہیں کرنا اور بہت خوش ہوتے۔

ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب لنگر کے لئے تحریک کرنے آئے تو انہیں دو روپے نذر کئے اور دو پونڈ نکال کر دیئے کہ یہ حضرت اماں جان کو دے دیں۔اسی طرح حضرت اقدسؑ کے لئے جمع کئے ہوئے پونڈ آپ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت اماں جان کو بھجوا دیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے عقیدت و محبت کا تعلق تھا۔جب حضرت منشی صاحب پنشن پا کر مستقل ہجرت کر کے قادیان آ گئے تو عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرمانے لگے کہ میاں (حضرت خلیفۃ ثانی) کے بارہ میں کوئی بات سناؤ۔جب میں نے ایک روایت سنائی تو بہت خوش ہوئے۔اسی طرح میری بیوی کو بھی کہتے کہ حضرت میاں صاحب کی کوئی روایت سناؤ۔وہ جب کوئی بات سناتی تو بہت خوش ہوتے۔(الحکم ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء) حضور کی خدمت میں عید کے موقع پر نذرانہ ضرور پیش کرتے۔حضرت مصلح

موعود کو بھی آپ سے محبت تھی۔آپ کی مرض الموت میں آپ کے پاس بیٹھے رہے اور پھر آپ کے ایمان افروز واقعات، محبت اور وفا کو خطبات میں بیان فرماتے رہے۔

حضور اقدسؑ کی آپ سے محبت اور شفقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رفقاء سے محبت اور شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ہمدردی اور شفقت علی الناس آپ کا اعلیٰ وصف تھا۔حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب کے ساتھ آپ کا بہت محبت اور پیار کا تعلق تھا۔اپنے فدائی غلام سے حد درجہ شفقت فرماتے تھے۔

مجھے یکہ پر سوار کرا دیا اور خود پیدل

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گورداسپور ایک ضروری کام کے لئے جانا تھا۔جب آپ قادیان سے روانہ ہوئے تو بہت سے لوگ آپ کی مشایعت کے لئے اس سڑک تک جو کہ بٹالہ کو جاتی ہے آپ کے ساتھ آئے اور سڑک پر جا کر آپ ٹھہر گئے اور واپس قادیان آنے والے لوگوں سے مصافحہ کر کے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ اور وہ چند رفقاء جنہوں نے آپ کے ساتھ گورداسپور جانا تھا ان کو فرمایا تم آگے چلو اور مجھ کو کہا تم ٹھہرو۔سب رفقاء چلے گئے اور صرف میں اور حضرت صاحب اور یکہ والا وہاں رہ گئے.....گاڑی کا وقت چونکہ تنگ ہو رہا تھا اس لئے میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے بٹالہ میں اپنی لڑکی سے ملنا ہے اور وقت بہت کم ہوتا جاتا ہے۔آپ نے فرمایا تم اس یکہ پر سوار ہو کر آگے چلو اور اپنا کام کر کے پھر مجھے راستہ میں آملنا۔میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں تو یکہ پر سوار ہو کر چلا جاؤں اور حضور کو اکیلا چھوڑ جاؤں اور حضورؑ پیدل چلیں۔آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں تم یکہ پر سوار ہو جاؤ۔پھر بھی میں نے سوار ہونے کی جرأت نہ

کی اور سوار نہ ہونے پر اصرار کرتا رہا۔حضورؑ نے فرمایا: اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب ۔(یعنی حکم ادب سے اوپر ہوتا ہے)۔اس کے بعد مجھے ناچار سوار ہونا پڑا اور میں روانہ ہو گیا۔راستہ میں بٹالہ کے قریب سینکڑوں لوگ برلب سڑک حضور کے انتظار میں بیٹھے ہوئے میں نے دیکھے۔انہیں دیکھ کر میں اپنے مسیح کی شفقت اور نوازش کو یاد کر کے وجد میں آ گیا۔

میں نے خیال کیا کہ وہ انسان جس کے دیکھنے کے منتظر ہزاروں لوگ گھروں سے نکل کر راستہ میں انتظار کرتے ہیں وہ اپنے مریدوں سے شفقت کا وہ برتاؤ کرتا ہے کہ ان کے لئے خود تکلیف اٹھانی پسند کرتا ہے۔

میں بٹالہ پہنچ کر اپنی لڑکی کے گھر گیا اور ان کی خیر و عافیت دریافت کر کے وہاں سے قادیان آنے والی سڑک کی طرف روانہ ہو گیا تا کہ حضور سے ملوں اور اپنے واقف کار لوگوں سے کہا کہ آؤ تمہیں حضرت مرزا صاحب کو دکھاؤں۔وہ بھی میرے ساتھ چل پڑے اور جب بٹالہ شہر سے نکل کر کچی سڑک پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ خدا کا مسیح تن تنہا ہاتھ میں عصا پکڑے پیدل تشریف لا رہا ہے۔میں یکہ سے اتر گیا اور حضورؑ کو بٹھا لیا اور حضورؑ نے مجھے بھی ساتھ ہی بیٹھنے کا حکم دیا۔اس طرح پر حضور بٹالہ سٹیشن پر پہنچے۔صرف میرے کہنے پر کہ مجھے اپنی لڑکی سے ملنا تھا اور اب چونکہ وقت تنگ آ گیا ہے اس لئے نہیں مل سکوں گا۔حضورؑ نے پیدل چلنا منظور فرمایا اور مجھے یکہ میں بٹھا کر روانہ کر دیا تا کہ ایک آدمی کو لے کر جلدی بٹالہ پہنچ جاوے۔

منشی صاحب جب بھی اس واقعہ کو بیان کرتے تو ان کی آنکھیں پرنم اور آواز میں ایک رقت اور سوز پیدا ہو جایا کرتا تھا۔یہ واقعہ مارٹن کلارک کے مقدمہ کا ہے۔کبھی کبھی وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جب اس واقعہ کی یاد آتی ہے تو کانپ جاتا ہوں کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی اگر میں اس ضرورت کا اظہار نہ کرتا تو حضرت صاحب کو یہ تکلیف نہ ہوتی۔اس بات پر ایڈیٹر الحکم حضرت عرفانی صاحب منشی صاحب کو کہتے ہیں کہ منشی صاحب! اگر

آپ ظاہر نہ کرتے تو مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اخلاقی معجزہ ظاہر نہ ہوتا کہ آپ نے ایثار کا کامل نمونہ دکھایا۔

(الحکم ۲۸ مارچ ۱۹۳۴ء)

منشی جی! آپ دعا کیلئے کیوں نہیں لکھتے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پیاروں کے ساتھ بہت محبت بھرا سلوک اور تعلق رکھتے تھے۔حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے مجھے فرمایا: منشی جی! لوگ دعا کے لئے لکھتے ہیں آپ کیوں نہیں لکھتے؟ میں نے عرض کیا کہ حضورؑ میں جانتا ہوں کہ حضورؑ کا وقت بہت قیمتی ہے۔جتنا وقت حضور میرا خط پڑھنے میں لگائیں گے اتنے میں دین کا کوئی کام کریں گے۔باقی رہی دعا اگر حضورؑ کے دل میں ہم نے جگہ پیدا کر لی ہے اور حضور کو ہم سے محبت ہے تو ہمارے بغیر عرض کرنے کے بھی حضورؑ اپنی دعاؤں میں ہم کو نہ بھولیں گے۔

(الحکم ۲۸ مارچ ۱۹۳۴)

دوطرفہ محبت کا یہ خوبصورت اظہار ہے جو اس روح پرور واقعہ میں بیان ہوا ہے۔آپ اور غلام دونوں ایک دوسرے کے لئے تعلق محبت رکھتے ہیں۔

آؤ مصافحہ تو کر لیں

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو بھی منشی اروڑے خان صاحب سے بڑی محبت تھی۔جب حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح ہوا اس دن منشی صاحب کپورتھلہ آئے ہوئے تھے۔منبر کے متعلق بعض احباب کی رائے تھی کہ منبر دروازے کے در میں رکھا جائے۔بعض کا خیال تھا (بیت) اقصیٰ کے صحن میں رکھا جائے۔آخر (بیت) کے صحن میں رکھا گیا۔منشی صاحب بھی منبر کے پاس بیٹھے تھے۔ابھی حضور سے ملے نہیں تھے۔حضورؑ نے منبر پر چڑھتے وقت منشی صاحب کو دیکھ لیا اور

فرمانے لگے

''اچھا منشی صاحب آپ آ گئے! آؤ مصافحہ تو کرلیں''

اور صرف اس وقت منشی صاحب سے ہی مصافحہ کیا۔اس سے اس خاص محبت کا پتہ چلتا ہے جو حضور کو منشی صاحب سے تھی۔

(الحکم ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء)

حضورؑ نے کھانا بٹالہ بھجوادیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ سے محبت کا ایک روح پرور واقعہ حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت منشی اروڑے خان صاحب اور حضرت منشی محمد خان صاحب اور خاکسار عزیز الرحمٰن قادیان حاضر ہوئے۔ جب واپس جانے لگے تو حضور سے اجازت چاہی تو حضورؑ نے فرمایا کہ کھانا پک رہا ہے کھا کر جانا۔ساتھ ہی حضور ہم کو اندر لے گئے اور کھانا پکتا ہوا دکھایا۔وہاں سے ہم مہمان خانہ آ گئے۔ جہاں ہمارے لئے لنگر خانہ سے کھانا آ گیا ہم نے وہ کھانا کھا لیا۔ چونکہ ہم نے اجازت تو لے ہی لی ہوئی تھی اس لئے ہم کھانا کھا کر چل پڑے۔ بٹالہ پہنچ کر جب ہم نے ٹکٹ خرید لئے اور ریل میں بھی بیٹھ گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص ایک یکہ کو بڑی تیزی سے دوڑاتے ہوئے آ رہا ہے۔ چنانچہ وہ آدمی آیا اور ہم سے کہنے لگا کہ تم کو کہا تھا کہ کھانا کھا کر جانا تم ویسے ہی چلے آئے۔ یہ کھانا حضرت اقدسؑ نے بھجوایا ہے۔ چنانچہ ہم نے اس سے وہ کھانا جس میں پلاؤ وغیرہ شامل تھا، لے کر رکھ لیا۔

(الحکم ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء)

آواز پہچان لی

۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کو صبح کے وقت منشی اروڑا خان صاحب نے حضرت اقدسؑ سے نیاز حاصل کیا تو آپ نے فرمایا:''میں نے آواز تو رات کو ہی شناخت کر لی تھی مگر طبیعت کو

تکلیف تھی۔اس لئے بلا نہ سکا''

(ملفوظات جلد ۳ ص ۵۴۵)

مجھے آپ سے دلی محبت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام منشی صاحب اور دوسرے رفقاء کپورتھلہ کے ساتھ دلی محبت رکھتے تھے اور حضورؑ نے آپ لوگوں کو اس دنیا اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے ساتھ ہونے کی نوید سنائی اور کپورتھلہ کی جماعت سے محبت کا اظہار فرماتے ہوئے کپورتھلہ کو قادیان کا محلّہ قرار دیا۔

((رفقاء) احمد جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے بعض دوستوں کی غالباً کسی غفلت پر تنبیہ کے الفاظ تحریر فرمائے جن کو حضرت محمد خان صاحب موحوم نے اپنے متعلق گمان کیا۔ جب یہ بات حضرت مسیح موعودؑ تک پہنچی تو آپ نے حضرت محمد خان صاحب کو اپنے دست مبارک سے ۲۷ جنوری ۱۸۹۴ء کو خط تحریر فرمایا۔اس سے حضورؑ کی رفقاء کپورتھلہ سے دلی محبت کا روح پرور اظہار ہوتا ہے۔حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

''زبانی اخویم منشی محمد اروڑا صاحب معلوم ہوا کہ آں محبّ نے اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کی تحریر کو اپنی نسبت خیال کیا ہے۔مگر حاشا و کلا ایسا نہیں ہے۔آپ دلی دوست اور مخلص ہیں اور میں آپ کو اور اپنی اس تمام مخلص جماعت کو ایک وفادار اور صادق گروہ یقین رکھتا ہوں اور مجھے آپ سے اور منشی محمد اروڑا صاحب اور دوسرے کپورتھلہ کے دوستوں سے دلی محبت ہے پھر کیونکر ہو کہ ایسی جماعت کی نسبت کوئی ناگوار کلمہ منہ سے نکلے۔میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے ساتھ ہوں گے اور آپ ان دوستوں میں سے ہیں جو بہت ہی کم ہیں۔آپ نے دلی محبت سے ساتھ دیا اور ہر ایک موقع پر صدق دکھلایا پھر کیونکر فراموش ہو سکتے ہیں۔چاہئے

کہ فرصت کے وقتوں میں ہمیشہ ملتے رہیں۔ باقی تمام احباب کو السلام علیکم۔''

((رفقاء) احمد جلد۴ ص ۲۳۶)

رفقاء کپورتھلہ کے لئے حضور علیہ السلام کی محبت اور شفقت کا یہ ایک زریں اور روشن اظہار ہے۔

منشی جی! میں نہیں جاتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے ساتھ جو محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے اس کا ایک بہت ہی محبت بھرا واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اس طرح رقم فرماتے ہیں:

ایک موقع پر جس کا محرک میں ہی تھا ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ (بیت) اقصیٰ میں جلسہ کا انتظام تھا اور مجمع کثیر تھا۔ حضرت اقدسؑ اندر تشریف فرما تھے۔ منشی اروڑے خان صاحب بمشکل حضرت صاحب تک پہنچے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؑ باہر لوگ حضورؑ کی زیارت کے لئے بے قرار ہیں منشی جی کو خیال ہوا کہ حضرت صاحب باہر تشریف لے جائیں گے۔ میری طرف بھی دیکھا اور حضرتؑ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیا جس کا مطلب یہ تھا کہ باہر نہیں جانے دیتے۔ حضرت اقدسؑ نے منشی صاحب کی اس خواہش کو سمجھ لیا اور انکی طرف مخاطب ہو کر نہایت محبت بھرے الفاظ میں متبسم ہو کر فرمایا:

''نہیں منشی جی میں نہیں جاتا''

منشی اروڑے خان صاحب جب خود اس واقعہ کو بیان کرتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو ڈبڈبا آتے اور کبھی فخریہ لہجہ میں کہتے کہ حضرت صاحب تو ہم پر اس قدر شفقت فرماتے تھے کہ ہم آپ کو بچوں کی طرح ضد منوانے کے لئے مجبور کرتے تھے اور آپ کبھی ہماری بات کو ردّ ہی نہیں کرتے تھے۔

(الحکم ۲۸ مارچ ۱۹۳۴)

حضورؑ کے خاص خاص دوستوں میں شامل

حضرت منشی اروڑا خان صاحب کا شمار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند خاص رفقاء میں ہوتا ہے۔ دہلی کے سفر میں حضورؑ نے آپ کو کپورتھلہ سے بلوا لیا۔ اکثر سفروں میں آپ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے اور کوئی موقع قربت کا جانے نہ دیتے تھے۔ حضور علیہ السلام بھی آپ سے محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے اور غیر معمولی آپ سے برتاؤ رکھتے تھے۔ (رفقاء) کپورتھلہ کے ساتھ حضورؑ کو ایک خاص تعلق تھا اور یہ (رفقاء) بھی ایک دوسرے سے بڑھ کر محبت اور وفا کا اظہار اپنے آقا سے رکھتے تھے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب ایک روایت بیان فرماتے ہیں:

''حضور کا ایک خط آیا۔ لفافہ پر ہم تین آدمیوں کا نام لکھا تھا۔ منشی اروڑا صاحب کا، محمد خان صاحب کا اور میرا۔ بات یہ ہوئی تھی کہ حضور کے ہاں کوئی ختنہ یا عقیقہ یا اسی قسم کی کوئی تقریب تھی۔ اس کی اطلاع ہمیں نہیں آئی تھی۔ اس پر ہم تینوں نے حضور کو لکھا کہ ہمیں اس بارے میں اطلاع نہیں ہوئی اور شرف شمولیت نہیں ملا۔ اس کا ہمیں صدمہ ہے۔ اس پر آپ کا یہ خط آیا کہ واقعی آپ کو صدمہ ہی ہوگا۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو کہہ دیا تھا کہ بعض خاص خاص دوستوں کو شامل ہونے کے لئے اطلاع دے دو۔ انہیں سہو ہو گیا جو آپ کو اطلاع نہیں دی اور اس کا مجھے بھی قلق ہے۔''

((رفقاء) احمد جلد۴ صفحہ ۲۱۸)

دہلی بلوا لیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکتوبر ۱۸۹۱ء میں دہلی تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر جبکہ مخالفت زوروں پر تھی تو حضرت اقدسؑ نے اپنے بعض فدائیوں کو دہلی آنے کا خط لکھا۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بیان کرتے ہیں:

''دہلی سے حضور نے ایک خط بھیجا۔ لفافہ پر محمد خان صاحب، منشی اروڑا صاحب اور

خاکسار تینوں کا نام تھا۔ خط میں یہ لکھا تھا کہ یہاں کے لوگ اینٹ پتھر بہت پھینکتے ہیں اور علانیہ گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ میں بعض دوستوں کو اس ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تینوں صاحب فوراً آجائیں۔ ہم تینوں کچہری سے اٹھ کر چلے گئے۔ گھر میں بھی نہیں آئے۔

((رفقاء) احمد جلد ۴ صفحہ ۱۸۷)

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (رفقاء) کپورتھلہ سے کس قدر محبت تھی کہ دہلی پہنچ کر انہیں بلالیا اور یہ فدائی بھی ایسے تھے کہ فوراً کچہری سے دہلی کے لئے روانہ ہوگئے اور جاتے ہوئے اپنے گھروں کو بھی نہیں گئے کیونکہ آقا کا بلاوا آیا اور دیوانہ وار غلام اس کے حضور حاضر ہوگئے۔

حضور اقدسؑ کے ہاتھ سے شربت پیتے رہے

رفقاء مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت مسیح موعودؑ اور آپس میں محبت نیز حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے جاں نثاروں سے شفقت و محبت کا ایک بہت ہی خوبصورت واقعہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب روایت کرتے ہیں۔

''ایک مرتبہ میں اور منشی اروڑے خان صاحب اور حضرت خاں صاحب محمد خاں صاحب لدھیانہ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور میرے رفقاء نے نہیں رکھا تھا۔ جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تھوڑا سا وقت غروب آفتاب میں باقی تھا۔ حضرت کو انہوں نے کہا کہ ظفر احمد نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضور فوراً اندر تشریف لے گئے اور شربت کا ایک گلاس لے کر آئے اور فرمایا روزہ کھول دو۔ سفر میں روزہ نہیں چاہئے۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور اس کے بعد بوجہ مقیم ہونے کے ہم روزہ رکھنے لگے۔

افطاری کے وقت حضرت اقدسؑ خود تین گلاس ایک بڑے تھال میں رکھ کر لائے۔ ہم

روزہ کھولنے لگے۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؑ منشی جی کو (منشی اروڑا خان صاحب کو) ایک گلاس میں کیا ہوتا ہے۔ حضرت مسکرائے اور جھٹ اندر تشریف لے گئے اور ایک بڑا لوٹا شربت کا بھر کر لائے اور منشی جی کو پلایا۔ منشی جی یہ سمجھ کر کہ حضرت اقدسؑ کے ہاتھ سے شربت پی رہا ہوں پیتے رہے اور ختم کر دیا۔''

((رفقاء) احمد جلد ۴ ص ۲۲۴)

منشی صاحب کے سوالوں کا جواب دینا

حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کے بعض سوالات اور ان کے حضرت اقدسؑ کی طرف سے جوابات سلسلہ کے لٹریچر میں ہمیشہ کے لئے ہمارے افادہ کے لئے محفوظ ہوگئے ہیں۔ سوال و جواب کے سلسلہ میں بھی محبت کا عنصر غالب ہے۔

ملفوظات جلد اول کے صفحہ اول پر حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کا سوال درج ہے۔ ۱۸۹۱ء میں جالندھر کے مقام پر منشی صاحب نے حضور اقدسؑ سے سوال کیا کہ ایمان کتنی طرح کا ہوتا ہے۔ حضورؑ نے لطیف جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''ایمان دو قسم کا ہوتا ہے۔ موٹا اور باریک۔ موٹا ایمان تو یہی ہے کہ دین العجائز پر عمل کرے اور باریک ایمان یہ ہے کہ میرے پیچھے ہو لے۔''

(ملفوظات جلد اول ص ۱)

ایک دفعہ منشی محمد اروڑے خان صاحب نے کرتار پور کے اسٹیشن پر حضرت اقدسؑ سے پوچھا کہ معجزہ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

منشی جی! معجزہ کی ایسی مثال ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی ہو۔ ایک پیر کے مرید ہوں۔ وہ مرید اپنے پیر سے کہیں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے اور پھر اس کے بعد ٹھنڈی ہوا بھی چل پڑے۔ اس سے مریدوں کا تو ایمان بڑھتا ہے کہ ہمارے پیر نے دعا کی اور ٹھنڈی ہوا چل گئی مگر مخالف اس پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوا کا کام تو چلنا ہی ہے یہ کیا معجزہ

ہے۔معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے۔''

(الحکم ۷دسمبر۱۹۴۴ء)

بارہ حواریوں میں شامل ہونے کا اعزاز

وفات مسیح کے بارہ میں مولوی نذیر حسین دہلوی کے ساتھ مباحثہ کی تجویز ہوئی۔حضورؑ نے انہیں مباحثہ کا چیلنج دیا اور پھر قسم کھانے پر آمادہ کیا لیکن وہ لیت ولعل سے کام لیتا رہا اور کئی قسم کی شرائط پیش کرتا رہا۔حضورؑ نے منشی ظفر احمد اور منشی اروڑے خان صاحب کو ایک خط دے کر مولوی نذیر حسین کے پاس بھیجا جس میں لکھا تھا کہ کل ہم جامع مسجد دہلی پہنچ جائیں گے۔اگر تم نہ آئے تو خدا کی لعنت ہوگی۔اصرار کے باوجود انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اگلے روز حضرت اقدسؑ اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ جامع مسجد میں پہنچ گئے۔ان بارہ حواریوں میں حضرت منشی اروڑے خان صاحب بھی شامل تھے۔

ہزاروں کا مجمع تھا لیکن مولوی نذیر حسین نے حضور کی طرف سے دلائل وفات مسیح دیئے جانے کے بعد قسم کھانے سے انکار کیا جس پر انگریز افسر پولیس نے کہا کہ چلے جائیں۔ رفقاء نے کہا کہ پہلے فریق ثانی جائے فریق ثانی مصر رہا کہ پہلے ہم جائیں۔حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس بارے میں کچھ قیل قال ہوتی رہی پھر کپتان پولیس نے قرار دیا کہ دونوں ایک ساتھ اٹھیں۔ایک دوازے سے وہ اور دوسرے سے ہم چلے جائیں۔غرض اس طرح ہم اٹھے۔ہم بارہ آدمیوں نے حضرت صاحب کے گرد حلقہ باندھ لیا اور ہمارے گرد پولیس نے۔اس وقت دہلی والوں نے اینٹ پتھر بہت پھینکے مولوی نذیر حسین پر بھی اور ہم پر بھی۔ہم درے کی جانب والے دروازے سے باہر نکلے تو ہماری گاڑی جس میں ہم آئے تھے دہلی والوں نے کہیں ہٹا دی تھی۔کپتان پولیس نے ایک شکرم میں ہمیں سوار کرایا۔کوچ بکس پر انسپکٹر پولیس، دونوں پائیدانوں پر دو سب انسپکٹر اور پیچھے سپاہی گاڑی پر تھے۔گاڑی میں حضرت صاحب ،محمد خان صاحب ،منشی اروڑا صاحب،

خاکسار اور حافظ حامد علی تھے۔پھر بھی گاڑی پر اینٹ پتھر برستے رہے۔جب ہم چلے تو مولوی عبدالکریم صاحب پیچھے رہ گئے۔محمد خان صاحب گاڑی سے کود پڑے اور مولوی صاحب کے گرد لوگ جمع ہوگئے جو محمد خان صاحب کو دیکھ کر ہٹ گئے اور محمد خان صاحب مولوی صاحب کو لے کر آئے۔

((رفقاء)احمد جلد۴ص ۱۹۸)

حضورؑ کی قبولیت دعا کے گواہ

حضرت منشی اروڑا خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی نشانات اور قبولیت دعا کے مورد اور گواہ تھے۔خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نزول المسیح روحانی خزائن جلد۱۸ کے صفحات ۵۴۴ اور ۵۷۶ میں اپنی پیشگوئی بابت عبداللہ آتھم اور پیشگوئی بابت مقدمہ اقدام قتل از مارٹن کلارک کے گواہ کے طور پر حضرت منشی اروڑا خان صاحب کا نام تحریر فرمایا ہے۔

(ا)ایک روایت جو کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بیان فرمائی ہے اس کا براہ راست آپ سے تعلق ہے۔بیان فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ منشی اروڑا صاحب ،محمد خان صاحب اور خاکسار قادیان سے رخصت ہونے لگے۔گرمیوں کا موسم تھا اور گرمی بہت سخت تھی۔اجازت اور مصافحہ کے بعد منشی اروڑا صاحب نے کہا کہ حضور گرمی بہت ہے۔ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ پانی ہمارے اوپر اور نیچے ہو۔حضور نے فرمایا خدا قادر ہے۔میں نے عرض کی حضور یہ دعا انہیں کے لئے فرمانا میرے لئے نہیں کہ ان کے اوپر نیچے پانی ہو۔قادیان سے یکہ سے سوار ہو کر ہم تینوں چلے تو خاکروبوں کے مکانات سے ذرا آگے نکلے تھے کہ یکدم بادل آکر سخت بارش شروع ہوگئی۔اس وقت سڑک کے گرد کھائیاں بہت گہری تھیں۔تھوڑی دور آگے جا کر یکہ الٹ گیا۔منشی اروڑا صاحب بدن کے بھاری تھے وہ نالی میں گر گئے اور محمد خان صاحب اور میں

کود پڑے۔منشی اروڑا صاحب کے اوپر نیچے پانی اور وہ ہنستے جاتے ہیں۔‘‘

((رفقاء)احمد جلد ۱۴ص ۱۶۲)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں آپ کے بارہ میں جو خراج تحسین تحریر فرمایا ہے اس میں آپ کو سچائی کے عاشق اور بہادر آدمی قرار دیا ہے۔خدا کے مسیح کی بات کیسے پوری ہوئی۔ جب یہ تحریر لکھی جا رہی تھی تب آپ نقشہ نویس تھے لیکن آپ کی سچائی اور دیانتداری کی وجہ سے سرکار نے آپ کو ترقیات دیں اور تحصیلدار ہو کر ریٹائر ہوئے اور ریاست نے خان بہادر کے خطاب سے نوازا۔ گویا حضرت صاحب کے الفاظ خطاب خان بہادر کی صورت میں ظاہری لحاظ سے بھی پورے ہوگئے۔ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ ’’خدا نے مسیح موعودؑ کی باتوں کو کیسا سچا ثابت کیا ہے۔اس نے میرے متعلق لکھا کہ سچائی کے کاموں کے کرنے میں یہ شخص بہادر ہے۔اب بہادر پٹھان ہوتے ہیں میں ذات کا چھینا (دھوبی)۔اس کی بات کو سچا کرنے کے لئے خدا نے مجھے خان صاحب کا خطاب دلوایا‘‘

(الفضل یکم نومبر ۱۹۱۹ء)

(۳) حضرت منشی ظفر احمد صاحب ایک روایت بیان کرتے ہیں۔

’’ایک دفعہ میں اور منشی اروڑا صاحب مرحوم قادیان گئے۔منشی اروڑا صاحب اس وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سرشتہ دار تھے اور میں اپیل نویس تھا۔ باتوں باتوں میں مَیں نے عرض کی کہ حضورؑ مجھے اپیل نویس ہی رہنے دینا ہے؟ فرمایا کہ اس میں آزادی ہے۔ آپ ایک ایک دو دو ماہ ٹھہر جاتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا ایسا ہو کہ منشی اروڑا صاحب کہیں اور چلے جائیں (مطلب یہ کہ کسی اور آسامی پر) اور آپ ان کی جگہ سرشتہ دار ہو جائیں۔اس سے کچھ مدت بعد جب کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا منشی اروڑا صاحب تو نائب تحصیلدار ہو کر تحصیل بھرنگہ میں تعینات ہوگئے اور میں انکی جگہ سرشتہ دار ہوگیا۔ پھر منشی صاحب نائب تحصیلداری سے پنشن پا کر قادیان جا رہے اور میں سرشتہ داری سے رجسٹراری

ہائی کورٹ تک پہنچا اور اب پنشن پاتا ہوں۔ بہت دفعہ ہم نے دیکھا کہ حضور نے بغیر دعا کے کوئی بات فرمادی ہے اور پھر وہ اسی طرح وقوع میں آ گئی‘‘

((رفقاء)احمد جلد ۱۴ص ۲۰۵)

یوں حضرت منشی اروڑا خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور قبولیت دعا کے مظہر اور زندہ گواہ تھے۔

بے مثال مالی قربانیاں

حضرت منشی اروڑے خان صاحب نے فدائیت اور قربانی کی لازوال مثالیں قائم کی ہیں۔ اپنا مال اپنا نہیں سمجھا بلکہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لا ڈالنے میں سعادت سمجھا کرتے تھے۔خود انتہائی غریبانہ اور درویشانہ زندگی گذارتے۔ایک لباس ہی اپنے پاس رکھتے اور کھانے میں بھی انتہائی سادگی لیکن روپیہ جمع کر کر کے اور بچا بچا کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جھولی میں ڈال دیا کرتے تھے۔آپ کی فدائیت اور مالی قربانی کی بعض بے نظیر مثالیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق ومحبت کے تذکرہ میں بیان ہو چکی ہیں جو ہمارے لیے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ ذیل میں چند ایمان افروز واقعات آپ کی مالی قربانی کے بیان کئے جا رہے ہیں جو کہ آپ کی سیرت طیبہ کا ایک روشن ترین پہلو ہے۔

سو روپیہ کی انعامی رقم حضورؑ کی نذر کردی

ایک دفعہ حضرت منشی اروڑا خان صاحب کو سو روپیہ انعام ملا آپ نے اپنے بھائی کو بلایا جو کہ درزی کا کام کرتا تھا اسے بلا کر فرمانے لگے کہ ایک روپیہ میں مجھے دو کُرتے بنا دو۔ اس نے کہا کہ منشی جی یہ تو مشکل ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں تو ایک روپیہ سے زیادہ خرچ نہیں کرسکتا تب اس نے کہا کہ اچھا میں کوشش کرونگا۔

حضرت منشی اروڑے خان صاحب نے ایک روپیہ رکھ کر باقی ننانوے روپے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیج دیئے۔اس سے آپ کی مالی قربانی

کے بے مثل ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خود اپنے لئے ایک حصہ اور ننانوے حصے اپنے آقا کے لئے مقرر کئے۔

(الحکم ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء ص ۱۵)

حضورؑ کے قدموں میں روپیہ ڈال دیتے

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی حضرت منشی صاحب کے قریبی دوستوں میں سے تھے وہ حضرت منشی صاحب کی مالی قربانی کے شوق، جذبہ اور اس میں محبت کے عنصر کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک عشق تھا اور وہ سب کچھ حضورؑ پر فدا کر چکے تھے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ ہر ممکن طریق سے اپنے مال کو بچاتے رہتے تھے اور اس طرح سے جمع کرتے جیسے کوئی بخیل مال کو جمع کرتا ہے اور اس روپیہ کو ایک ہمیانی (روپے رکھنے کی تھیلی) میں جمع کرتے جاتے اور کہیں کمیشن کی فیس اور تنخواہ میں سے جس قدر بچے سب اس ہمیانی میں ڈال دیتے۔ جب وہ بھر جاتی تو میرے پاس آتے اور مجھے ساتھ لے جا کر وہ ہمیانی دکھاتے اور کہتے کہ ''ہن نشہ اتر گیا ہے قادیان چلو۔ یہ دیکھ ہمیانی روپے نال بھر گئی ہے۔'' کبھی میں کہتا کہ میں تو نہیں جاسکتا تو مجھے دھکا دیکر کہتے کہ ''جا'' اور آپ تنہا چلے جاتے اور اگر میں کہتا کہ میں چلوں گا تو سینے سے لگا لیتے اور کہتے ''تو میرا بھرا ہے چل!'' اور بڑی خوشی سے قادیان کا سفر کرتے اور جب قادیان پہنچ جاتے تو حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں پر ہمیانی کھولتے اور حضورؑ کے پیروں تلے روپیہ ڈال دیتے۔''

(الحکم ۲۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

مطبع کے لئے چندہ

جماعت احمدیہ کا دوسرا جلسہ سالانہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۸۹۲ء کو قادیان دارالامان میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے شرکاء میں حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب بھی شامل تھے۔ اس

جلسہ کی خاص بات یہ بھی ہے کہ حضور اقدسؑ نے ان کے اسماء آئینہ کمالات اسلام کے آخر پر درج فرمائے ہیں۔ چنانچہ روحانی خزائن جلد ۵ کے صفحہ ۶۲۵، ۶۲۴ نمبر پر حضرت منشی اروڑا خان صاحب کپورتھلوی کا نام درج ہے۔

اس جلسہ کے موقع پر تجویز ہوا کہ اشاعت دین کی خاطر قادیان میں مطبع قائم ہونا چاہئے جس میں تائید دین حق کیلئے کتب اور اخبار بھی شائع ہوا کریں۔ اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا اور مخلصین سلسلہ نے حسب استطاعت ماہانہ اور سالانہ چندہ مطبع کے لئے لکھایا۔ چندہ لکھوانے والوں میں حضرت منشی اروڑا خان صاحب بھی شامل تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اپنی خوشی سے حسب استطاعت مخلصین چندہ لکھوائیں۔ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۲ء کو یہ چندہ لکھوایا گیا۔ ان مخلصین کے اسماء جن کی تعداد ۹۳ تھی آئینہ کمالات اسلام کے آخر پر درج ہیں۔ حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کا نام ۵۰ نمبر پر تحریر شدہ ہے۔ یوں آپ کی یہ مالی قربانی تاقیامت کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں محفوظ ہو گئی ہے۔

خدمت نہ ملنے پر ناراض ہو گئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں آپ کے بارہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ ''خدمات کو نہایت نشاطت سے بجالاتے ہیں بلکہ وہ تو دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔''

اس کے مشاہدہ اور خراج تحسین کا ایک عملی مظاہر اس بے نظیر واقعہ سے ہمیں ملتا ہے کہ کس قدر حضرت منشی صاحب بے تاب رہتے تھے کہ ان سے سلسلہ کی خدمت صادر ہو جائے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی زبانی سنئے۔ بیان فرماتے ہیں۔

''ایک دفعہ حضورؑ لدھیانہ میں تھے کہ میں حاضر خدمت ہوا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کی جماعت ساٹھ روپے ایک اشتہار کے صَرف کے لئے جس کی اشاعت کی ضرورت تھی برداشت کر لے گی؟ میں نے اثبات میں جواب دیا اور کپورتھلہ واپس آ کر اپنی اہلیہ کی

سونے کی تلڑی فروخت کر دی اور احباب جماعت میں سے کسی سے ذکر نہ کی اور ساٹھ روپے لے کر میں اڑ گیا اور لدھیانہ جا کر پیش خدمت کئے ۔ چند روز بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ آ گئے ۔ میں وہیں تھا۔ ان سے حضورؑ نے ذکر فرمایا کہ آپ کی جماعت نے اچھے موقع پر امداد کی۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کی جماعت کو یا مجھے تو پتہ بھی نہیں ۔ اس وقت منشی صاحب مرحوم کو معلوم ہوا کہ میں اپنی طرف سے آپ ہی روپیہ دے آیا ہوں اور وہ مجھ سے بہت ناراض ہوئے اور حضورؑ سے عرض کیا کہ اس نے ہمارے ساتھ بہت دشمنی کی جو ہم کو نہ بتایا۔ حضورؑ نے منشی ارواڑا صاحب کو فرمایا۔ منشی صاحب خدمت کرنے کے بہت سے موقعے آئیں گے ۔ آپ گھبرائیں نہیں ۔ منشی صاحب اس کے بعد ایک عرصہ تک مجھ سے ناراض رہے ۔''

((رفقاء) احمد جلد چہارم ص ۱۴۱)

جشن جوبلی کے لئے چندہ

ملکہ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی تقریبات کے سلسلہ قادیان میں بھی ۲۰ سے ۲۲ جون ۱۸۹۷ء تک تقریبات منعقد ہوئیں۔ اس جلسہ کو جلسہ احباب کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ شدید گرمی میں بیرون جات سے کثیر احباب شامل ہوئے ۔ حضرت منشی اروڑا خان صاحب بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تاریخی موقعہ پر ''تحفہ قیصریہ'' کے نام سے کتاب تالیف فرما کر خوبصورت جلد میں ملکہ معظّمہ کے لئے روانہ کی ۔ اس موقع پر چھ زبانوں میں دعائیں کی گئیں ۔ جن میں اردو، عربی، فارسی، پشتو، پنجابی اور انگریزی زبان شامل تھی ۔ یہ دعائیں روحانی خزائن جلد ۱۲ کے صفحات نمبر ۲۸۸ تا ۲۹۸ پر درج ہیں۔ اس موقع پر جہاں تقاریر، چراغاں، غرباء کو کھانا دیا گیا وہاں چندہ بھی جمع ہوا۔ حضرت منشی اروڑا خان صاحب بھی چندہ دینے والوں میں شامل تھے چندہ دینے والے ۳۱۸ احباب کی فہرست روحانی خزائن جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۰۱ تا ۳۱۳ درج ہے۔

حضرت منشی اروڑا خان صاحب کا نمبر ۹۹ پر نام تحریر شدہ ہے۔

تمہارے روپے سے ہی اشتہارات چھپوائیں گے

(رفقاء) کپورتھلہ کی استقامت، کامل ایمان اور شاندار مالی قربانی کا ایک بے مثل واقعہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی زبانی سنئے۔ آپ فرماتے ہیں:

''عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کی میعاد کے جب دو تین دن رہ گئے تو محمد خان صاحب مرحوم اور منشی اروڑا خان صاحب مرحوم اور میں قادیان چلے گئے اور بہت سے دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ سب کو حکم تھا کہ پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے دعائیں مانگیں۔ مرزا ایوب بیگ مرحوم برادر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اس قدر گریہ وزاری سے دعا مانگتا تھا کہ بعض دفعہ گر پڑتا تھا، گرمیوں کا موسم تھا۔ محمد خان صاحب اور منشی اروڑا صاحب اور میں (بیت) مبارک کی چھت پر سویا کرتے تھے۔ آخری دن میعاد کا تھا کہ رات ایک بجے کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ابھی الہام ہوا ہے کہ اس نے رجوع بحق کر کے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔

منشی اروڑا صاحب مرحوم نے مجھے، محمد خان صاحب سے اور اپنے پاس سے کچھ روپے لے کر جو ۳۰، ۳۵ کے قریب تھے حضورؑ کی خدمت میں پیش کئے کہ حضور اس کے متعلق جو اشتہار چھپیں وہ اس سے صَرف ہوں۔ حضورؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم تمھارے روپے سے ہی اشتہارات چھپوائیں گے۔ ہم نے عرض کی کہ ہم اور بھی روپے بھیجیں گے۔

ہم نے اسی وقت رات کو بیت سے اتر کر آدمیوں سے ذکر کیا کہ وہ رجوع بحق ہو کر بچ گیا اور صبح کو پھر یہ بات عام ہوگئی۔ صبح کو ہندو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا کہ معلوم کریں کہ آتھم مر گیا یا نہیں۔ پھر ان لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا۔ اس کے بعد ہم اجازت لیکر قادیان سے امرتسر آئے اور آ کر امرتسر میں دیکھا کہ عیسائیوں نے آتھم کا جلوس نکالا ہوا

ہے۔ایک ڈولا ساتھ جس میں آتھم بیٹھا تھا اور اس ڈولے کو اٹھایا ہوا تھا اور وہ چپ چاپ ایک طرف کو گردن ڈالے بیٹھا تھا۔ پھر ہم کپورتھلہ چلے آئے۔ بہت سے آدمیوں نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ بھی کی۔ہم جب امرتسر، قادیان سے گئے تھے تو شائع شدہ اشتہار لوگوں کو دیئے کیونکہ ہم تین دن قادیان ٹھہرے تھے اور یہ اشتہار چھپ گئے تھے۔‘‘

((رفقاء)احمد جلد چہارم ص۱۵۱)

یہ واقعہ (رفقاء) کپورتھلہ کی فدائیت کا منہ بولتا ثبوت ہے جسے آب زر سے لکھا جانا چاہئے کہ بجائے پیشگوئی کے بارہ میں استفسار کرتے حضورؑ کی خدمت میں رقم پیش کی کہ آپ پیشگوئی کی بابت اشتہار ہمارے پیسے سے شائع کروائیں۔سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور خلافت احمدیہ کے عشاق کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی کامیابی کی راہیں ہیں۔

نام کتاب........................ حضرت منشی اروڑے خان صاحب

طبع............................اول